Registered L. No. 89.

نورافشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہی

نمبر (۲۵) ہر ہفتہ بروز جمعہ شائع ہوتا ہی - ۲۲ - جون ۱۹۰۶ء جلد (۳۴)

گلدستۂ اخبار

۳۰ مئی کی خبر ہی کہ ضلع ہوشیارپور کے ایک موضع انبوٹہ میں آگ لگ گئی اور سارا گاؤں جلکر خاک کا ڈھیر ہوگیا - تین آدمی بھی جل مرے اور بہت سے نیم سوختہ بسمل جان ہیں - ۶۰ ہزار روپیہ کا نقصان ہوگیا - **ویسٹرن ریلوے** کے صاحب ٹریفک سپرنٹنڈنٹ نے یکم جون سے یہہ حکم جاری کردیا ہی کہ آئندہ کوئی سودیشی ٹرنک بغیر پیشگی کرایہ ادا ہوے بذریعہ ریلوے روانہ نہ کیا جاویگا - یہہ سودیشی اشیاء کی مخالفت ہے - اور نہایت افسوسناک بات ہی - **خوشی کی خبر ہے** کہ سرکار کی طرف سے پرنسپل میڈیکل کالج - پرنسپل ورنری کالج ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب اور انسپکٹر جنرل سول شفاخانجات کی ایک کمیٹی قائم ہوگئی ہی تاکہ طلباء کی شکایات کی تحقیقات اور تدارک کرے - ۱۲ جون کو گیارہ بجے یہہ کمیٹی منعقد ہوئی تھی مگر کارروائی کا حال بالکل مخفی ہے - **پارلیمنٹ** نے رزیولیوشن پاس کردیا ہے کہ ہندوستان سے چین کو افیون بھیجنا اخلاقی جرم ہے اور گورنمنٹ کو اس تجارت سے باز آنا چاہئے **ممالک** متحدہ کے بعض مقامات میں قحط کا اندیشہ ہے - موسمی بارش کی انتظاری میں لوگ بہت بیقرار ہیں - کاشکہ انکی دعا قبول اور انکو فضل الٰہی حصول ہو - ۱۳ - جون کی رات کو ڈیرہ غازیخاں میں بھونچال آیا مگر سب طرح سے خیر گذری - **لارڈ منٹو** صاحب بہادر لبرل یونین کلب کے وائس پریزیڈنٹوں میں سے ایک ہیں کہتے ہیں کہ جارا ۱۵ ممبر کلب نے نومبر میں ہند کی سیر کو

کیا ہے وہ بالکل یقینی ہے - **کلکتہ کے** میسرز تھیکر سپنک اینڈ کو کے پریس کے پرنٹروں نے کام بند کردیا ہے اور ٹائم کا جھگڑا تھا - **لکھنو** میں اس امر کا فیصلہ ہوگیا ہے کہ وہاں کا نیو ہائی اسکول بند کردیا جاوے اور کل عمارتیں نارمل اسکول کی تحویل میں دیدیجاویں - **شیخ ضیاء الحق** صاحب جنہوں نے کہ ریاست رامپور کی شکایات کا ایک رسالہ لکھکر شائع کردیا تھا اب گرفتار ہوکر رامپور کو بھیجے گئے ہیں - **سنہ ۱۹۰۳ء** میں شراب کی دوکانیں ہندوستان میں ۱۱۸۳۷۲ تھیں مگر سنہ ۱۹۰۵ء میں ۱۲۰۸۷۵ کی تعداد تک پہنچ گئیں - ۲۰۳۰۳ کا اضافہ ہوا - **کہتے ہیں** کہ پرنس آف ویلز کی سیاحت ہند میں ایک لاکھ پونڈ کا خرچ اٹھا - **ہندوستان** کی ریلوں کی آمدنی یکم اپریل سنہ ۱۹۰۶ء سے ۲۰ مئی تک ۵۱۵ لاکھ روپیہ تھی بیالیس لاکھ کا اضافہ ہوا - **سندھ میں** مصری کپاس کی کاشت میں بہت تھوڑی ہی کوشش سے بڑی بھاری کامیابی ہوئی ہے اور اب ارادہ کیا گیا ہے کہ اسکی کاشت کے لئے چھ ہزار ایکڑ زمین مہیا کی جاوے **ان لوگوں** میں سے جو جزیرہ فجی میں گئے ہوئے تھے ساڑھے تین سو کلی کلکتہ میں واپس آگئے ہیں انہیں سو سے زیادہ مستورات اور بچے ہیں - یہہ سب آدمی ۱۲۷۰۰ روپیہ بچاکر لائے ہیں جن میں سے سب سے زیادہ رقم بچائی وہ ۱۲۲۰۵۵ روپیہ کی ہے - **شملہ** میں بیماری کا اندیشہ ہے **راولپنڈی** کے بازار میں پلیگ پھوٹ پڑی ہے - بہتی ایک اموات واقع ہوگئی ہیں - لوگ باہر نکلنے کی تیاری کررہے ہیں - **ریاست** بہاولپور نے فیصلہ کرلیا ہے کہ خانپور سے چاچڑاں تک جو ۲۲ میل کا فاصلہ ہے ایک ریلوے لائن تعمیر کی جاوے - کل چار اسٹیشن ہونگے - **ہز ہائینس** نواب

راجہ آف نابھہ نے اور تسر کے ایک سکھ بھائی ہرنام سنگھ بی اے - کو انگلستان میں تعلیم پانے کے لئے بھیجا ہے - کل خرچ راجہ صاحب دینگے - **جالندھر** کی الہوالیہ کمیونٹی نے بیسوا بیاہ کی تائید میں رزولیوشن پاس کئے ہیں - اور اس کے تعمیل میں اسی قسم کا ایک بیاہ وہاں جلد ہونے والا ہے - **سنا جاتا ہی** کہ شہر جالندھر میں جھٹکے کی ایک دوکان کھولی جارہی ہے مگر مسلمان لوگ اسپر اعتراض کرتے ہیں - یہہ درست نہیں ہے جبکہ جابجا بوچڑ خانہ جاری ہیں اور ہندو اسپر اعتراض نہیں کرتے **خالصہ ایڈوکیٹ** بحوالہ سول اینڈ ملٹری گزٹ لکھتا ہی کہ لاہور کے میڈیکل اسکول کے طلباء کی شکایتوں کی سماعت کے لئے سرکار کیطرف سے جو کمیٹی مقرر ہونے کی خبر ایک دیسی اخبار میں شائع ہوئی تھی وہ بالکل بے بنیاد ہے - **مالیر کوٹلہ** کے نواب صاحب نے خالصہ کالج امرتسر کو ڈیڑھ سو روپیہ سالانہ گرانٹ دینے کا وعدہ کیا ہی - کل خالصہ قوم بالخصوص نواب صاحب کی مشکور ہوگی - ۱۳ - تاریخ کی ۱۱ بجکر ۴۵ منٹ پر رات کے وقت امرتسر میں بھونچال کا جھونکا آیا سب خیر رہی - **بنگال** میں قحط کا اندیشہ ہے اور لوگ بھوکے مررہے ہیں - **کلکتہ** کے سیتلا کوچہ میں ایک عورت مسمات سرجوبالا دیوی عمر ۲۲ سال اپنے خاوند کے ساتھ رہتی تھی - کسی خانگی معاملہ پر اس نے اپنی ساڑھی سے اپنے آپکو پھانسی لگادی - خبر ہونے پر جب وہ اتاری گئی تو اسکا کام تمام ہوچکا تھا - ۸ جون رہتک کی خبر ہے کہ چودہ سالہ ایک لڑکی کو ایک مردہ بچہ پیدا ہوا - یہہ لڑکی نہایت نازک حالت میں ہے - افسوس ہے ایسی کم سنی شادی پر - **لالہ رادھا کشن** صاحب بی اے ایڈیٹر اسٹیٹسمین لاہور نے استعفا دیدیا ہے - **لودیانہ** میں ایک لڑکے کی عمر ۱۲ سال اور اسکی

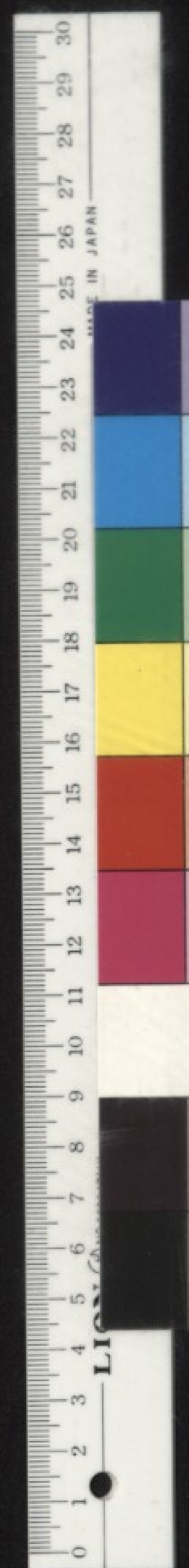
ایڈیٹوریل نوٹس

جینی فرقوں ڈھونڈیاں اور پوجیریاں کا باہمی مباحثہ

قریب ڈیڑھ ماہ سے یہاں کے ان ہر دو جینی فرقوں میں شاستر ارتھ کے بارہ میں مباحثہ کے لئے بڑی طول طویل اشتہار بازیاں ہو رہی تھیں ہر ایک فرقہ اپنی اپنی لیاقت اور صحت پر نازاں تھا۔ بڑی بڑی لنترانیاں اور ڈینگیں مار رہا تھا کہ آخر کار بہحال بروز اتوار کھودا پہاڑ اور نکلا چوہا کی مصداق ہو گئے۔ اس روز کوٹھی لالہ منگت رائے پر فراہم ہوئے تھے مباحثہ کے لئے مگر ہو گیا باہم صلحنامہ چونکہ یہہ مباحثہ اتوار کو عین اسی وقت تھا جبکہ ہمارے گرجے کا وقت تھا اس لئے ہم نے گرجا چھوڑ کر وہاں جانا پسند نہیں کیا۔ اتوار کی شام کو ہمارے ایک مخبر نے تمام احوال اس جلسہ کے متعلق بیان کر دیا اور پیر کے روز اس راضی نامہ کے متعلق ایک اشتہار بھی ہمیں مل گیا جسمیں یہہ لکھا ہوا تھا کہ "کل پنچایت بشمول سرگردگان ہر دو فریقین یہہ طے کرتی ہے کہ کوئی مباحثہ نہ کیا جائیگا...... اور ہر دو فریقین کے سرگردگان اشتہارات ہجو قسم کی اجرا کو نامناسب خیال کر کے آیندہ کے لئے ایسے اشتہارات کا جاری ہونا ناپسند کرتے ہیں۔ اور امید کرتے ہیں کہ آیندہ کو جین مت کے دھرم کے لئے ایسی اشتہار بازی نہوگی"۔ شاید یہہ سب سے پہلی مثال ہے کہ دو متفرق فریق مذہبی معاملات میں ایسا راضی نامہ کر لیں اور آیندہ کو ہمیشہ کے لئے مباحثہ بند کر دیں پہلو تہی یا گریز کرنا تو ضرور دیکھا گیا مگر یہہ معاملہ کبھی سننے یا دیکھنے میں نہیں آیا۔ اس سے ہر دو فریق کی کمزوری۔ اور ان کے عقیدہ کا بودا پن۔ اور باہمی شرمندگی۔ اور انکی ڈھول کے پول کا طشت از بام ہونا تو متصور بلکہ اظہر ہے خیر اس معاملہ کو تو جانے دو۔ ہم اسپر زیادہ رسخ خراشی اپنے ناظرین کی کرنی نہیں چاہتے مگر ایک حیرت انگیز بات پر انکو توجہ دلاتے ہیں کہ اس کل معاملہ میں ایک دو آریہ مہاشیوں کا بھی دست شرکت نظر آتا ہے ایک تو لالہ امراؤ سنگھہ صاحب سکرٹری آریہ سماج لودیانہ اور دوسرے مہاشے سی بی بی ہائی سکول کے ماسٹر راد ھاکشن صاحب ہیں جو شاید آریہ سماج کے باقاعدہ ممبر تو نہیں مگر بالخصوص دلی میلان اور اکثر عملی کاروائی سے تو آریہ مت کی حمایت ضرور صادر ہوتی ہے۔ نہ معلوم ایسے مذہبی جلسوں اور مباحثوں میں مباحثہ کو رفع دفع کرنے کی غرض سے ثالث ہونے کی کیا وجہ ہوئی مباحثہ کے درمیان انتظام مباحثہ اور فیصلہ دینے کے لئے تو مخالف عقیدہ کا ایک ثالث تو ضرور ہونا ہی چاہئے مگر ایسے مذہبی معاملہ کو جہاں ست است کا نرنے ہوتا ہے۔ رفع دفع کرنیکے لئے کسی ایسے ثالث کی ضرورت نہیں ہوتی مگر ان کا اس معاملہ میں دخل دینا کچھہ معنے رکھتا ہے۔ شاید در پردہ وہ بھی ان فریق کے قدرے ہم عقیدہ ہوں یہہ کوئی فوجداری معاملہ یا ہر دو فریق کا ذاتی بغض یا منازعہ تو تھا ہی نہیں کہ کسی ثالث منفصل کی ضرورت ہوتی۔ اور نہ ہی کوئی ایسا معاملہ تھا کہ کوئی صاحب اسکی نسبت مسیح کے اس قول کو پیش کر سکتا ہو کہ "مبارک وہ جو صلح کرانے والے ہیں"۔ ایسے موقعوں پر دو مباحث فریق کے درمیان صلح کروا دینے کو شاید کوئی مذہب بھی جائز یا کم از کم پسندیدہ نہ سمجھیگا۔ شاید کل معاملہ از قسم تقیہ ہے۔ خیر کچھہ ہی ہو ہمیں اس سے کیا واسطہ مگر ہر ضرور کچھہ نہ کچھہ دال میں کالا کالا۔ ہم اس معاملہ میں ان مہاشیوں اور مستروں کے بارے میں اور زیادہ خیال دوڑانے کی کوئی ضرورت نہیں سمجھتے ہیں ۞

سمپیر دائے ۔ مولفہ پروفیسر ایل۔ بی رائے صاحب مدرسہ علم الٰہی سہارنپور۔ قریب تین سو صفحہ کی نہایت خوشخط چھپی ہوئی کتاب ہے۔ اس میں اہل ہنود کے کل فرقوں کے اسما کی وجہ تسمیہ۔ انکے گروؤں کا ذکر۔ انکی تعلیمات رسومات دستورات رہائش کے خاص خاص مقامات تیرتھوں اور جاتراؤں کا مفصل اور تواریخی بیان نہایت قدیم زمانہ سے آجتک کا مندرج ہے۔ کتاب کی تصنیف میں کسی قسم کی تعلیمی تائید یا تردید نہیں کی گئی محض انکا بیان ہی انکی کتابوں سے دکھایا گیا ہے۔ جو کام دراصل ہندوؤں کو خود کرنا چاہئے تھا اسکو پروفیسر صاحب موصوف نے محنت شاقہ برداشت کر کے پورا کر دیا۔ منادوں اور واعظوں کے لئے اور جاہل ہنود کے فرقوں اور انکی تعلیمات سے واقفیت کا مذاق رکھتی ہیں انکیلئے نہایت مفید ہے کیا اچھا ہو کہ ہر ایک مشنری صاحب اپنے ماتحت کے منادوں کو ایک ایک جلد منگوا کر دیدیں۔ بلا جلد ۶ر مجلد ۱۰ر قیمت پر سی ایل ایس بک سٹور لودیانہ کے مینیجر صاحب سے دستیاب ہو سکتی ہے ۞

سچے موتی ۔ تاج گیت ۔ دیسی تہذیبی سلسلہ کی مفید عام اور بچوں کو نہ صرف بہلانے اور خوش کرنے بلکہ انکے عین میدان زندگی میں قدم رکھنے کے وقت ہی سے انکو الٰہی تعریف۔ شکر گذاری۔ اور محبت سکھانے اور اخلاقی اور طبعی جرأت پیدا کرنے اور آیندہ دنیاوی زندگی میں بہتر اور کامیاب بنانے کے لئے عمدہ عمدہ عملی نظموں کا مجموعہ یا دو سنہلی کڑیاں ہیں۔ بچے ان نظموں کو یاد کر کے ہر وقت اور ہر شئے کے دیکھنے کے موقع پر فی البدیہہ زبان پر لانے سے اپنے آپکو خوش اور والدین کو محظوظ کر سکتے ہیں اور انکی آیندہ امیدوں کو سر سبز اور بار آور بنا سکتے ہیں۔ سررشتہ تعلیم پنجاب کے ڈائرکٹر جناب مسٹر ڈبلیو بل صاحب نے بھی ان کتابوں کو پسند فرمایا ہے اور مدارس میں ننھے بچوں کو انعام دینے کے لئے تاج گیت کی ایک ہزار جلد خریدنے کا وعدہ فرمایا ہے اول الذکر کتاب کی قیمت ۸ر اور مؤخر الذکر کی ۲ر ہے۔ بڑی خوشی کی بات ہے اور قابل شکر گذاری کہ مینیجر صاحب تہذیب النسوان نے ہماری سفارش پر سگھڑ بیٹی کی قیمت بجائے ایک روپیہ کے ۱۲ر کر دی ہے جس سے لڑکیوں کو اس کتاب کے خریدنے میں ایک



ویدک دھرم اور عیسائی دھرم کا مقابلہ

ایڈیٹر ستیہ دھرم پرچارک جالندھر کا بیان ہے کہ "ویدک دھرم روشنی اور ودیاں کا مست ہو اس کے زیر سایہ تمام علوم و فنون نے جنم لیا اور ترقی پائی...... شاستروں میں سے ایک ویشیشک شاستر ہے جسمیں علم طبعیات کی تشریح ہے - دوسرا نیائے شاستر ہے جس میں علم منطق کے اصولوں پر بحث - چرک اور ششرت جنمیں جراحی میڈیسن اور کیمسٹری اور رسائین وِدیا اور اپنگ پرکارکی ودیاؤں پر پرمانک گرنتھ ویدک ساتھیہ کا ایک لازمی رنگ ہیں برعکس اس کے عیسائی مت اور خاص کر رومن کیتھولک عیسائی مت علم اور روشنی کا سدا شترو رہا ہے ...."

ایڈیٹر صاحب ذرا کرپا کر کے یہہ تو بتلا دیتے کہ عیسائی مت کی کسی کتاب میں "علم اور روشنی کا شترو ہونا درج ہے کس فقرہ سے اس قسم کا کوئی ذرا سا بھی خیال مستنبط ہوتا ہے گلیلیو وغیرہ کے ساتھ جو سلوک ہوئے وہ بائیبل کی کس آیت کے رو سے کئے گئے - یا کونسا حکم ایسے اشخاص کی نسبت درج ہے - ایسی واقفیت پر سوائے افسوس کے اور کیا کیا جاوے - انصاف کا خون گویا کا بہان فقرہ فقرہ سے ٹپکتا ہے - عیسائی مت کی واقفیت سے تو آپکا یہہ عالم ہے اپنے ہندو مت کی کتابوں سے بھی آگاہی نہیں معلوم ہوتی - قطع نظر وسیع تحقیقات اور فقرہ فقرہ کے جواب کے صرف ایک دو باتیں وِدیا کے متعلق جو ان کے شاستر سکھاتے ہیں ذیل میں درج کرتے ہیں - کتھا اپنشد میں مرقوم ہے کہ دل کے اندر ایک سو ایک ناڑیاں ہیں - ان میں سے ایک ناڑی (سوسمنا) سر کو جاتی ہے - اس کے ذریعہ سے (بوقت موت) اوپر کو صعود کر کے راد تیا کے دروازہ کے ذریعہ سے) آدمی غیر فانیت کو حاصل کرتا ہے" پھر چھاندوگیہ اپنشد میں ہے کہ "ایک سو ایک ناڑیاں میں جو دل میں سے نکلتی ہیں" "ایک سو ایک دل کی ناڑیاں نکلتی ہیں انہیں سے ہر ایک ناڑی سو سو ناڑیوں میں تقسیم ہوتی ہے - اور ہر ایک ناڑی کی ہر ایک شاخ ناڑی میں ۷۲ ہزار شاخیں ہیں - انہیں کے اندر گردش کرنے والی ہوا حرکت کرتی ہے" - اس حساب سے کل رگیں ..... ۷۲۷۲ ہوئیں جو صرف گپ ہے مگر حال کے سائنس نے واضح کر دیا ہے کہ دل میں سے کل دو بڑی بڑی ناڑیاں نکلتی ہیں جنمیں غیر مصفٰی خون بھرا ہوا ہوتا ہے یہہ ناڑیاں پھیپھڑے میں جاتی اور پھر ایک اور بڑی ناڑی ہے جو منقسم ہو جاتی ہے اور خالص اور مصفٰی خون کو تمام جسم میں پھیلاتی ہے - اسی طرح سے دو بڑی رگیں ہیں جو کل جسم میں سے دل کے اندر خراب خون کو تمام جسم سے لیجاتی ہیں اور چار رگیں ہیں جنمیں صاف خون بھرا ہوا ہوتا ہے اور یہہ پھیپھڑے سے دل کو جاتی ہیں - زیادہ تشریح کے لئے دیکھو ہیومن اناٹمی کی کتابوں کو اسی طرح منطق میں بہت سی ایسی باتیں بھری پڑی ہیں جو خلاف قیاس استدلال کے طریقے اور غلط اصولوں پر مبنی ہے - علم ہیئت اور زمین اور آفتاب کی بابت غلط خیال درج ہیں - اگر شاستر وغیرہ ہی علوم و فنون کے مخزن تھے تو انگریزوں کو ان شاستروں کے بغیر علم کہاں سے آگیا - انگریزوں سے پہلے ریل اور تار کا نام و نشان ہندوستان میں نہیں پایا جاتا - الغرض ہندو علم الٰہی غلط علم طب غلط علم ہیئت و نجوم غلط علم البدن غلط - علم منطق غلط کل علم غلط - اور پھر اس پر اتنا ناز

ہندو محمدی اور مسیحی مذہب کا مقابلہ

مصنفہ ڈاکٹر اے - ایچ یونگ صاحب پرنسپل مشن کالج الہ آباد و پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انار کلی لاہور سے بقیمت ۸ر دستیاب ہو سکتا ہے - یہہ ایک چھوٹا سا رسالہ ہے جسمیں خدا تجسم خدا - گناہ - طریق نجات اور الہام کے مضامین پر ان تینوں مذاہب کی تعلیمات کا مقابلہ کیا ہے - رسالہ بہت ہی مختصر ہے چند ہی الفاظ میں ان اہم اور ضروری اور مذہب کی بنیادی تعلیمات کو صرف ایک دو پہلوؤں ہی سے دکھایا گیا ہے - مناددوں اور محققین مذاہب کے لئے ایک عمدہ اور غور طلب خاکہ ہے - کیا اچھا ہوتا کہ ڈاکٹر صاحب ذرا طول لکھتے اور ہر ایک امر کے ثبوت کے لئے ان ہر سہ مذاہب کی کتب مقدسہ میں سے پورے اقتباسات معہ حوالجات درج فرما دیتے تاکہ مخالف کے سامنے ان امور کو پیش کرتے وقت کسی قسم کے حیلے کی گنجائش نہوتی - یہہ دراصل علم الٰہی مقابلہ یا کمپیریٹو تھیالوجی کے اصول پر مبنی ہے ؛

سفر دکن

سینٹ جانز ڈوِنٹی کالج لاہور کے پروفیسر پادری جے علی بخش صاحب کے سفر دکن کے دلچسپ حالات اور واقعات انہیں کی قلم سے درج ہیں - اور پروفیسر صاحب موصوف نے خود ہی اسکو شائع کیا ہے - یہہ رسالہ کیا ہے بلکہ منادوں اور واعظوں اور متلاشیان حق پسند و حق جو کے لئے عمدہ رہنما اور معترضین کے اعتراضوں کا عمدہ اور مدلل جواب ہے - سفر دکن کے سلسلہ میں نو مسلم کے لکچر سننے سے جو اتفاق پادری صاحب موصوف کو لکچر دینے اور مباحثہ کرنے کا ہوا وہ کلام الٰہی کی صداقت کے اظہار کیلئے نہایت اچھا موقع تھا - میں مسیحی کیوں ہوں عصمت انبیا وعظ - تجسم - کفارہ وغیرہ مضامین پر جو لکچر اور مباحثہ ہوئے ہیں - سب بخوض و تحق غور کرنے کے لائق ہیں اُس محمدی ریاست میں جو خاص دستورات اور رسمیات و اعتقادات بعض اشخاص کی نسبت مروج ہیں ان کا ذکر بھی مطالعہ سے تعلق رکھتا ہے - مصنف صاحب سے بقیمت ۸ر مل سکتا ہے - اگر پروفیسر صاحب قیمت ذرا کم کر دیں تو شاید ہر ایک شخص اس کو خرید سکیگا ؛

امریکہ کا طریقۂ تعلیم

۔ یکم جون کے ستیہ دھرم پرچارک جالندھر میں مسٹر بھیش چند کا خط چھپا ہے - اس میں

امریکہ کے طریقہ تعلیم کا نہایت عمدہ اور مفید اور آسان حال لکھا ہے جو ہندوستان اور انگلستان کے طریقہ تعلیم سے بہت ہی عمدہ اور آسان ہے۔ اگر وہی طریقہ ہمارے دیس میں جاری ہو جائے تو ملک کی سرعت ترقی میں کوئی شبہہ اور وقت باقی نہ رہے۔ وہ بیان حسب ذیل ہے۔

کہ امریکہ کا طریقہ تعلیم ہندوستانی اور انگریزی طریقہ تعلیم سے بالکل مخالف ہے۔ یہہ طریقہ اتنا عمدہ ہے۔ کہ جاپانیوں نے ہو بہو۔ امریکن طریقہ اپنے اسکول اور کالج میں اختیار کیا ہے۔ امریکہ کے طریقہ کے مطابق یونیورسٹی کا یہہ کام نہیں ہے کہ امتحان لے۔ اور نہ کالجوں کا یہہ کام ہے کہ لڑکوں کو سالانہ بی۔ اے۔ ایم اے کے امتحان کے واسطے تیار کریں۔ بلکہ امریکن پالیسی یہہ ہے کہ لڑکوں کو اس قابل بنا دے کہ اُن کو علم حاصل ہو جائے اور ساتھ ہی اُس کے وہ کوئی خاص کام کر سکیں۔ تاکہ اپنی روزی بافراغت حاصل کر سکے۔ اِس سے کوئی غرض نہیں کہ سرکاری نوکری ملے یا نہ ملے۔ دوسری بات یہہ ہے کہ کل علوم اپنی ہی زبان میں پڑھائے جاتے ہیں نہ کہ غیر زبانوں میں۔ جسکی وجہ سے لڑکوں کو دویا حاصل کرنے میں بہت آسانی ہوتی ہے۔ اور مشکل شکل کام چند ہی دن میں حاصل ہو جاتا ہے۔ برخلاف اسکے ہندوستان میں اصلی کام اسوقت تک موقوف کیا جاتا ہے۔ جب تک کہ انگریزی نہ حاصل کر لیجائے۔ اور قیمتی وقت صرف زبان سیکھنے میں لگ جاتا ہے۔ میں نے جاپان میں چھوٹے چھوٹے لڑکوں کو اپنے گھر میں کیمسٹری کے تجربہ کرتے دیکھا تھا۔ اسکی وجہ یہہ تھی کہ ان کی مادری زبان میں کتابیں موجود تھیں۔ اب امریکہ میں اُس سے بھی زیادہ کیفیت دکھلائی دیتی ہے۔ دو ہفتہ کا عرصہ ہوا کہ میں اپنے ایک دوست کے گھر گیا تھا۔ اُس کا لڑکا جو کہ ابھی صرف پندرہ برس کا ہے۔ اور معمولی اسکول کی تعلیم بھی ختم نہیں کر چکا ہے اس نے لکھا کہ مجھے بجلی کا بڑا شوق ہے۔ اور کھلونے بجلی کے بناتا ہوں میں نے کہا لاؤ دیکھیں کیا بنایا۔ وہ مجھے گھر کے اندر لے گیا۔ مینے دیکھا کہ ایک ایک بالشت بھر کا موٹر۔ اور ڈائنمو۔ لگا ہوا ہے۔ اور ایک نل سے پانی گر رہا ہے۔ اور بجلی پیدا ہو رہی ہے۔ اُسی بجلی سے اس نے ایک چراغ روشن کیا ہے۔ اور ایک ٹیلیفون اپنے گھر کے کمرے میں لگا رکھا ہے۔ اور ایک ٹیلیگراف آفس بنا رکھا ہے۔ اور ایک پنکھا بھی چل رہا ہے۔ غرضیکہ بجلی کا کل سامان موجود ہے۔ اور اُس لڑکے نے سب سامان اپنے ہاتھ سے بنایا ہے۔ اور کبھی کسی سے کچھ نہیں پوچھا۔ بلکہ کتابوں سے دیکھکر۔ اور جو طریقہ کتابوں میں لکھا ہے۔ اسی طریقہ سے سب کام کر لیا۔ اب خیال کیجئے کہ جب وہ کالج میں جاکر بجلی پڑھے گا۔ تو کتنا بڑا انجنیر ہوگا مگر یہہ بات کبھی حاصل نہ ہوتی اگر اسکو جیمنی پڑھنے کے بعد بجلی کی کتاب پڑھنا پڑتی۔ لہذا یہہ بات ثابت ہوتی کہ

ملکی ترقی کے لئے کل تعلیم مادری زبان میں

ہونا چاہئے۔ دوسری بات یہہ ہے کہ لڑکوں کو کالج میں سال بھر کے بعد یا دو سال کے بعد امتحان لیکر پاس نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ اِس طرح لڑکوں کو امتحان کی فکر رہتی ہے۔ نہ کہ کام سیکھنے کی۔ چنانچہ یہان لڑکوں کو روزانہ سبق سُنانے پر نمبر ملتے ہیں۔ اور سہ ماہی امتحان ہو گیا دوسری دفعہ اُس مضمون کا امتحان نہیں ہوتا۔ جو شخص اگر کسی چیز میں فیل ہو جاوے تو اسکو اُسی مضمون میں امتحان دینا پڑتا ہے۔ نہ کہ ہر ایک مضمون میں۔ جس کا نتیجہ یہہ ہے کہ بہت سے لوگ پاس ہوتے ہیں۔ اور تعلیم پانے کا حوصلہ کرتے ہیں اور اُن کا وقت خراب نہیں ہوتا۔

تیسری بات یہہ ہے۔ کہ ایک ہی کالج میں ہر ایک علم و ہنر سکھلایا جاتا ہے۔ مثلاً بجلی کا کام۔ کان کنی کا کام۔ بڑھئی کا کام۔ لوہار کا کام۔ سول انجنیری کا کام زراعت۔ فارسٹری۔ مکنیکل انجنیری۔ مصوری وغیرہ

چوتھی بات ہر ایک لڑکے کو آداب سلیقہ سکھلایا جاتا ہے۔ اور فوجی کثرت ڈرل۔ بندوق چلانا۔ توپ چلانا گھوڑا سواری وغیرہ وغیرہ۔

ہیرے آسمان پر بنتے ہیں۔ جس قدر اصلی مکمل ہیرے ہمارے کرہ ارض پر موجود ہیں سائنٹفک لوگوں کے قول کے بموجب اِن کی پیدائش ہماری دنیا میں نہیں ہوئی مگر وہ شہاب ثاقب کی شکل میں آسمان سے گرے ہیں۔ اور وہ تمام ہیرے جو دنیا کی ہیروں کی کانوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ حقیقت میں اُن آسمانی ہیروں کے ذرے ہیں۔

اگرچہ یہہ بیان ایسا عجیب وغریب ہے جس کے یقین کرنے میں عوام الناس کو تامل ہو سکتا ہے لیکن یہہ امر اِس سے بھی زیادہ عجیب تر ہے کہ ہماری دنیا میں جس قدر ہیرے موجود ہیں وہ زمین پر آسمان سے گرے اور جیسا کہ اکثر تمام لوگوں کا خیال ہے وہ ہماری دنیا میں پتھر کے کوئلوں یا دیگر موسٹی اشیا کی طرح پیدا نہیں ہوتے۔

لیکن سائنٹفک لوگوں کی جدید تحقیقات اِس بیان کی تصدیق کرتی ہے کہ کمبرلے کی تمام ہیرے کی کانیں ہماری دنیا کی پیداوار نہیں ہیں۔ بلکہ وہ کسی نہ کسی زمانہ میں آسمان سے گری ہیں۔ یا دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ خلا میں کسی غیر محدود اور نامعلوم فاصلہ پر ہیروں کی ایک عظیم الشان فیکٹری ہے جہان تمام اصلی ہیرے تیار ہوتے ہیں اور ہماری دنیا میں جسقدر ہیروں کا ذخیرہ موجود ہے وہ زمانہ قدیم میں اِسی فیکٹری سے گرا ہے۔ اور اب بھی یہی فیکٹری بعض بعض موقعوں پر ہمیں یہہ قیمتی پتھر مہیا کرتی رہتی ہے۔ لیکن ایسی عجیب وغریب بات کے یقین دلانے کے لئے سائنٹفک لوگوں کے پاس کیا دلیل ہے۔

وہ اِس بیان کی تصدیق میں پہلا بڑا ثبوت



یہہ پیش کرتے ہیں کہ وہ تمام چٹانیں جن میں کمبرلے کے ہیرے دستیاب ہوتے ہیں وہ بناوٹ اور شکل میں دنیا کی ہر ایک چٹان سے ہر طرح مختلف ہیں۔ اور یہہ چٹانیں اسی مادہ سے بنی ہوئی ہیں۔ جس سے شہاب ثاقب مرکب ہوتے ہیں۔ پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان تمام چٹانوں کا ڈھیر کا ڈھیر کسی نہ کسی زمانہ میں آسمان سے گرا ہے۔ اگرچہ یہہ بیان بہت حیرت انگیز معلوم ہوتا ہے لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ ارزیونا میں ایک پہاڑ واقعہ ہے جس کی نسبت تمام سائینٹسٹ متفق ہیں کہ وہ تمام پہاڑ شہاب ثاقب کی صورت میں آسمان سے گرا ہے اس پہاڑ میں بھی کہیں کہیں ہیرے دستیاب ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں تمام ہیرے عملی طور پر زمین کے بالائی طبقات پر ملتے ہیں اور یہہ ان کے آسمان سے گرنے کا ایک اور ثبوت ہے پھر ہیروں کے کرسٹل کی شکل کسی دنیاوی کرسٹل کے مشابہ نہیں یہہ بھی ان کے آسمانی ہونے کا ایک بڑا ثبوت ہے ؛

کمبرلے کے ہیروں میں ایک عجیب بات یہہ بھی ہے کہ ان میں سے اکثر جب کان سے نکالکر باہر ہوا میں لائے جاتے ہیں تو وہ عموماً پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں اب بعینہ یہی حالت شہاب ثاقب کے پتھروں میں پائی جاتی ہے جو آسمان سے گرے ہیں ان پتھروں کو کسی ایسی شے میں لپیٹ کر رکھا جاتا ہے کہ ان کو ہوا نہ لگنے پائے۔ اگر ان کو ہوا میں برہنہ کیا جائے تو یہہ پتھر بھی پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں۔ انکی خاصیت اس مقام کی خاص خاص حالتوں کے باعث ہے جہاں یہہ پیدا ہوتے ہیں لیکن ہماری دنیا میں آکسیجن گیس کی موجودگی کے باعث ان کا اپنی اصلی حالت پر قائم رہنا ناممکن ہے یہہ ان کے آسمانی ہونے کی ایک اور زبردست دلیل ہے ہیروں کے تیار کرنے کے لئے یہہ ضروری ہے کہ ان کو اول بہت گرم کر کے دفعتہً سرد کر لیا جائے۔ لیکن زمین میں شروع ہی سے یہہ خاصیت مفقود ہے کہ گرم ہوکر وہ دفعتہً سرد ہو جائے۔ اس لئے ہیروں کو زمین کی پیداوار سے منسوب کرنا غلط ہے۔

سائینٹیفک لوگوں کی جدید تحقیقات سے یہہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ جس مقام پر ہیرے دستیاب ہو سکتے ہیں اس کی زمین دنیا کی کسی شے سے مشابہ نہیں ہو سکتی۔ اور ایسے مقامات دریافت کرنے کے لئے سب سے اچھی جگہ قطب جنوبی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ہم جس قدر قطب جنوبی کے نزدیک چلتے جائینگے اسی قدر زیادہ ہیروں کے دستیاب ہونے کی امید ہے۔ ان کے خیال کے بموجب قطب جنوبی سے زیادہ دنیا کا کوئی حصہ ہیروں کے لئے زیادہ زرخیز نہیں ہو سکتا۔

سائنسٹسٹ لوگ یہہ بھی کہتے ہیں کہ جس طرح کسی زمانہ گذشتہ میں ہیروں کا مینہ برسنے سے دنیا میں ان کی پیداوار شروع ہوئی ہے۔ اسی طرح یہہ بھی ممکن ہے کہ کسی آئیندہ زمانہ میں انکی پھر بارش ہو۔

(ازری ویو)

مسیحی کارندوں کے لئے ہدایتیں۔

۳ یسعیاہ کا تجربہ۔

یسعیاہ کی جھجک ایک نرالی قسم کی تھی (یسعیاہ ۶: ۱-۸) بیشک اکثر مسیحی اپنی ناقابلیت اور گناہ کے خیال کو محسوس کر کے جھجکتے ہیں نبی کی زندگی میں یہہ ایک عجیب نازک موقعہ تھا۔ یہاں یہی بات عیاں ہے کہ یسعیاہ اس امر کی التجا نہیں کرتا تھا کہ وہ اس فرض کی ادائیگی سے جس کا بوجھ وہ محسوس کر رہا تھا سبکدوش کیا جاوے۔ اس نے محسوس کیا کہ کسی نہ کسی کو تو یہہ اعلی گواہی ضرور دینی ہے۔ اور حالانکہ وہ اس قابل نہیں تھا مگر تو بھی خدا کی حضوری میں اسکی دلی خواہش سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس کا یہہ خیال تھا بشرطیکہ خدا کی جانب سے اس کو پاکیزگی ملی جس کی اس دن سے پہلے اسے کبھی ایسی قدر نہ کی تھی۔ اس رویا کا فوری نتیجہ یہہ مترتب ہوا کہ اس کو اپنے گناہ کی شناخت از سر نو حاصل ہوئی اس میں شک نہیں کہ وہ اس ملک میں پہلے بھی نیکی کی ایک زندہ مثال تھا مگر اس سے اس کو گناہ کی پہچان کا خاص تجربہ حاصل ہوا۔

جب کوئی انسان خدائی پاکیزگی کا مشاہدہ کر کے اپنی گنہگاری کی شناخت حاصل کر لیتا ہے تو اسوقت اس کا اپنی ناقابلیت کے باعث جھجکنا گویا پاکیزگی کی ایسی تیاری ہے کہ اب خدا اس کو ایسے طور سے استعمال کریگا کہ اس سے پہلے وہ کبھی نہیں کیا گیا۔ جائے غور ہے کہ یسعیاہ کو اپنی ضرورت کی شناخت کے حاصل ہوتے ہی اسرائیل کی ضرورت کی بھی نئی پہچان ملی (۵: ۱۵) کیونکہ اس نے خدا کی نئی رویا کا جلوہ دیکھا تھا۔ اگر تم یہہ جان لو کہ خدا کی پاکیزگی سے پاکیزگی کا پیار مراد ہے جو ناپاکی کے برخلاف جلتے ہوئے شعلے کی مانند ہے تو اس سے مجبوراً یہہ نتیجہ نکلیگا کہ وہ شخص جو خدا کی ساتھ محبت رکھنا چاہے اس کو ضرور پاک صاف دل حاصل کرنا چاہئے۔ اس سے تمہاری روح کو بڑی تقویت حاصل ہوگی۔ اس شخص کے لئے جو یسعیاہ کی سی حالت میں جھجکتا نہیں ہے خدا کی جانب سے پاکیزگی حاصل ہوگی۔ اس شخص کے لئے جو یسعیاہ کی سی حالت میں جھجکتا نہیں ہے خدا کی جانب سے پاکیزگی حاصل کرنے کی بابت عمیق شناخت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کو مناسب ہے کہ خدا کے مذبح کے پاس روز بروز حاضر ہو کر التجا کرے بعدہ ہر جگہ جانے کے لئے آمادہ ہو گا جہاں خدا حکم دیتا ہے اور وہ بغیر جھجک کے ہر کام کو کریگا جو خدا اسکو کرنے کے لئے فرمائیگا ؛

دعا۔ قدوس۔ قدوس۔ قدوس خداوند خدائے قادر مطلق میں تیری نگاہ میں ناپاک ہوں۔ مجھے گناہ کی گہری پہچان عطا فرما۔ مجھے پاکیزگی کی خوبصورتی کا نیا نظارہ دکھلا تاکہ مجھ میں پاکیزہ زندگی بسر کرنے کی خواہش پیدا ہو۔ پھر مجھے بھیج کہ تیری مرضی بجا لاؤں ؛

مراسلات

خبط قادیانی

ناظرین صداقت آگین پر واضح ہو کہ گذشتہ سال سلطان الناظرین مسٹر اکبر مسیح صاحب نے ایک فارسی کتاب موسومہ "منابیع الاسلام" کا (جو ایک ایرانی مشنری بزرگ کی محققانہ تصنیف ہے) اردو ترجمہ شایع کرکے کمال فصاحت و بلاغت سے بہ ایزاد حواشی و فٹ نوٹ ہائے مفیدہ قرآن کی اصلیت اور مصنف قرآن کی کمایت کو طالبان حق کے سامنے پیش کیا تھا۔ اور نہ صرف یہہ بلکہ اور بھی متعدد رسائل مثل "تالیف القرآن" و "تاویل القرآن" مزید توضیح اور تشریح کیواسطے ایسے دلنشین اور دلکش پیرائے میں لکھے ہیں۔ جنکو مطالعہ کرکے اکثر محقق مزاج اور راستی پسند حضرت اہل اسلام نے بہ تقاضائے احقاق حق اپنے اس الہامی قانون کو نہ صرف مشکوک بلکہ مسروق المضمون والمطالب تسلیم کرتے ہوئے اپنے عقائد کو خیرباد کہنا مناسب جانا اور بہ مقتضائے اتمام حجت اپنے علمائے دین و ہادیان آئین پر بہ دلائل واضح اپنے شکوک پیش کئے چنانچہ ایسے ہی ایک نامعلوم الاسم حق پسند احمدی مومن کے مدلل شکوک و اعتراضات متضمن بارادہ ترک اسلام سے رجوع انہوں نے بحوالہ کتاب منابیع الاسلام مذکور اپنے معصوم مہدی الزمان کے حضور میں پیش کئے تھے (جل مسکر) ہمارے چودھویں صدی کے الہامی مسیح موعود برعکس نہند نام زنگی کافور بقول خود ایک رسالہ چشمہ مسیحی شایع فرماتے ہیں جسمیں حضرت اقدس نے قطع نظر تحقیق حق کے اصل جواب سے عاری ہوکر اپنی عادت معہودہ کے مطابق ایسے کینہ حملوں اور حیلوں سے کام لیا ہے۔ کہ گویا بدزبانی اور فحش کلامی کا ٹھیکہ الہامی دوست نے ان کے ہی نام پر ختم کر دیا ہے۔ اور بجائے اس کے کہ اس نور ایمان سے منور ہوکر جس کے وہ آئینہ نجات میں دعویدار ہیں۔ صدق۔ راستی اور انسانیت سے کسی بات کا معقول جواب تحریر فرماتے۔ آپ نے اپنے رسالہ کو از سرتاپا اسقدر مغلظات سے بھر دیا ہے کہ شرافت کو الوداع کہے بغیر اس کا مطالعہ بھی ناممکن کر دیا۔ گو یہہ تو مسلم ہے کہ جس قدر وہ اپنے گناہ آلودہ خصایل میں ترقی کرتے ہوئے بدکلامی میں بڑھتے اور جہالت کے معراج پر چڑھتے جاتے ہیں۔ اوسیقدر ارباب دانش و اصحاب بینش کے نزدیک منزلت دارین میں اضافہ کرتے ہوئے جہنم کے راستہ میں بڑھتے جاتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اسوقت جس حد تک اس نبی قادیانی کی معجزات سراپا دروغ کی مٹی پلید ہو چکی ہے کسی رشید طبع انسان سے پوشیدہ نہیں۔ بلکہ اس کے قابل استہزا دعاوے کی حقیقت آئے دن طشت از بام ہو رہی ہے۔ لیکن پھر بھی آپ اپنی روباہ بازیوں اور ہرزہ سرائیوں سے باز آنا بہ اقتضائے کمالیت الہام داخل کفر سمجھتے ہیں اور تماشا یہہ ہے کہ ان کے جن بے بنیاد اور لغو اعتراضوں کا معقول اور دندان شکن جواب متعدد اصحاب بارہا رقم فرما چکے ہیں۔ انکو بھی بار بار پیش کرتے آپ کو شرم نہیں آتی ہے وہ الہامی دوست کچھ حیا کرتا ہے کہ اب تو اس روشنی کے زمانہ میں اس قسم کے لایعنی الہاموں سے روز و شب و روز ان کے طبعزاد نازل ہو رہے ہیں۔ کوئی طالب حق گمراہ نہیں ہو سکتا۔ پس اس کے ناگوار سلسلے کو ختم کرنا چاہئے واللہ اعلم" اب انکی اس تضیع اوقات سے کونسی پالیسی مدنظر ہے گو بظاہر تو اس کی وجہ یہی سمجھ میں آتی ہے کہ جو چند ناکردہ گناہ بیچارے سادہ مسلمان خدا کے بندے ان کے دام تزویر میں پھنس چکے ہیں۔ کسی طرح روگردان نہو جاویں۔ جس سے اس مفتری نبی کو آخری عمر میں ہزیمت کا موہنہ دیکھنا پڑے۔ اور یہ این ریش و فش وذیل کے بھی لالے پڑ جاویں لیکن باینہمہ پیشبندی انشاء اللہ تعالیٰ اب مرزا صاحب کی زوال اور بربادی کا زمانہ بہت قریب ہے جیسا کہ خود انکو ان کے الہام نے بذریعہ "ڈاک آسمانی" آگاہ فرما دیا ہے۔ اور انہوں نے اپنے رسالہ "الوصیت" میں شایع کیا ہے۔ جسکی مزید تشریح اخبار "شبہ چنتک قادیان" میں بطور سلسلہ مضامین مسلسل چھپ رہی ہے۔ اور سچ تو یہہ ہے کہ ہمکو اخبار مذکور کے ایڈیٹر صاحب کی بالغ نظری کا ضروری اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کے مرحوم بزرگوں کی سخت ضدی طبیعت سے پبلک کو آگاہ فرما کر ان کی اس ضد اور بے جا ہٹ کو خاندانی عادات و فطرتی اطوار کا لازمی ثمرہ قرار دیا ہے۔ اور ہمیں ان کے اس فقرے سے افسوس کے ساتھ اتفاق کرنا پڑتا ہے کہ ضدی آدمی مرتے وقت بھی اپنی غلطی کا اقرار اور راستی کا اظہار نہیں کرتا"۔ (ملاحظہ ہو اخبار شبہ چنتک قادیان مطبوعہ ۱۵ مئی ۰۶ صفحہ ۶ کالم ۳ سطر ۳ و ۴)

اگرچہ ہم صدق دل سے چاہتے ہیں کہ کاش مرزا صاحب اپنے اس آخری وقت توبہ کرکے۔ اور اس قسم کے فضول دہوکا بازیوں کو الوداع کہکر سچے ایمان اور قلبی اطمینان کے ساتھ اس چند روزہ اور ناپایدار زندگی کا خاتمہ فرماتے اور بجائے "خود خدا کی مجسم قدرت" بننے کے اسکی اصلی قدرت اور اپنی عبودیت کا اعتراف کرتے ہوئے جان دیتے تو ممکن تھا کہ ان کے گذشتہ فریب اور چال بازیاں اس قادر کریم اور غفور الرحیم کے بے پایاں رحم و کرم سے خاصہ ذاتی طمع نفسانی پر محمول ہوکر مغفرت اور مخلصی بخشی جاتی لیکن یہاں تو صورت ہی دگرگون ہے۔ اور دانشوروں طالبی سے اب بھی وہ ان بیہودہ دعاوے سے باز آنا اپنی کسر شان سمجھتے۔ اور طمع نفسانی کو قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ اور یہہ انکی سب سے بڑی اور سب سی مہلک غلطی ہے کہ آخری نجات کا وقت بھی اپنے جاہل اور ضدی پیشروؤں

کی تقلید میں برباد کرکے اپنے آپ کو فرزندِ جہنم کا سزاوار بنا رہے ہیں۔ اِس لئے ہم اُن کو بمصداق "بر رسولان بلاغ باشد و بس" ایک اور دفعہ بتاکید مطلع کئے دیتے ہیں کہ ابھی در توبہ وا ہے۔ اور رحمت ایزدی کے دروازے کسی پر بند نہیں ہوتے۔ پس ایسے نازک وقت اور ایسے اہم معاملہ میں اُن کے اندھے جاہلوں اور جہنیوں کی تقلید کرنا نہ صرف قابل افسوس ہے بلکہ موجب ہلاکت ابدی۔

پس اب بھی اون کو واجب ہو کہ صدق دل سے اُس منجی حقیقی اور زندہ شفیع خداوند یسوع مسیح پر ایمان لاکر اس کے وسیلے سے نجات ابدی کے وارث بن جاویں۔

خداوند خدا۔ آسمانی باپ انکو بھی توبہ کی توفیق رفیق فرما دے آمین۔ ثم آمین۔ باقی آئندہ

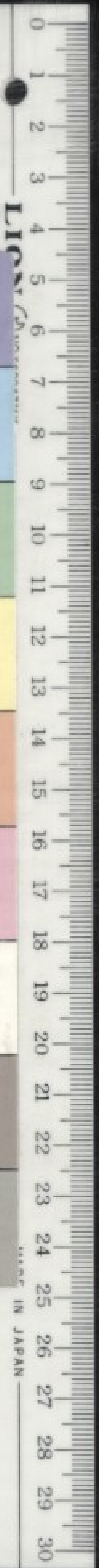
مقدس پطرس وکلیسیائے روم

یہہ دلچسپ رسالہ جس نے ابھی ہستی کی سٹیج پر قدم رکھا ہے دیکھنے کے قابل ہے۔ اور ہمیں امید ہے کہ کئی اہل مذاق کی نظر سے گذر چکا ہو گا۔ پہلے صفحہ پر جلی قلم سے یہہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں "مباحثہ تحریری مابین پادری ٹامس ہاول صاحب اور صابر لکھنوی" لوح ٹائیٹل پیج پر یہہ عبارت پائی جاتی ہے۔ مقدس پطرس وکلیسیائے روم جس میں مکتوبات جنہیں پادری ٹامس صاحب نے مقدس پطرس کے منصب اور اختیارات عطیہ مسیح پر اعتراض کئے ہیں اور صابر لکھنوی نے جواب دیئے ہیں شامل ہیں" ان الفاظ کو پڑھکر ناظرین پر واضح ہوگیا ہو گا کہ وہ کیا مضمون ہے جس پر یہہ رسالہ تحریر کیا گیا ہو لیکن ممکن ہے کہ بعض لوگ یہہ جاننا چاہیں کہ پادری ٹامس اور صابر لکھنوی کون ہیں۔ پادری ٹامس ہاول صاحب آجکل لاہور میں تشریف رکھتے ہیں اور چرچ آف انگلینڈ کے دیسی شہر کار کے پاسٹر ہیں۔ مسٹر صابر لکھنوی نے مختی کتابیں کلیسائے روم کے دعاوے کے ثبوت میں تالیف وتصنیف کی ہیں اور رسالہ زیر نظر بھی آپ ہی نے شایع کرا دیا ہے۔

ہمارا یہہ ارادہ نہیں کہ ہم اِسی رسالہ پر ریویو لکھیں ہم صرف یہہ چاہتے ہیں کہ چند سطور کے وسیلے اِس رسالے کی تاریخ سے پبلک کو آگاہ کر دیں تاکہ اُن دلایل کا جو طرفین سے پیش کی گئی ہیں موازنہ کرتے وقت بعض باتوں کو مدنظر رکھیں۔

اب اس کا یہہ مطلب نہیں کہ پادری ٹامس ہاول کی دلایل کمزور ہیں یا انکا طرزِ تحریر نامرغوب۔ جو کچھ انہوں نے تحریر کیا بڑی خوبی سے تحریر کیا اور ایسے اختصار و اقتصار کے ساتھ کہ ماقل ودل کا حکم رکھتا ہے اور جب ہم اِس رسالہ کی تاریخ سے واقف ہو کر اِس رسالہ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں پادری ٹامس ہاول کی دلایل کا زور اور بھی زور آور معلوم ہوتا ہے۔ پادری صاحب موصوف اِس رسالہ کی تاریخ اِس طرح بیان فرماتے ہیں "مجھے ۱۹۱۶ء کے دوران میں ایکدفعہ امرتسر جانیکا اتفاق ہوا۔ وہاں ایک شخص سے جنکا نام مولوی عبدالرحیم تھا اور جو حال ہی میں مسیحی کلیسیا میں شامل ہوئے تھے ملاقات ہوئی۔ مولوی عبدالرحیم کے خیالات اُس وقت کلیسیائے روم کی طرف مایل تھے۔ اور جب مجھے مولوی صاحب کے دینی خیالات کا حال معلوم ہوا تو میں نے مولوی صاحب کے ساتھ گفتگو کی اور وعدہ کیا کہ میں جھنگ یا سے بھی رجہاں میں اُس وقت مقیم تھا) آپ کو لکھا کروں گا۔ جو دقتیں در مشکلات آپ محسوس کریں آپ مجھے اُن سے مطلع کریں اور میں حتی الوسع انکی مرافعت ومدافعت کی کوشش کرونگا۔ اِس کے بعد سلسلہ خط وکتابت شروع ہوگیا مجھے ذرا بھی یہہ خیال نہ تھا کہ جو خطوط میں لکھتا ہوں وہ کبھی پریس سے ہمکنار ہوں گے کیونکہ مجھے یہہ خیال تھا کہ خط وکتابت کا رشتہ جو قائم ہوا ہے وہ بالکل پرائیویٹ ہو۔ البتہ یہہ میں دیکھتا تھا کہ میرے خطوط کے جو جوابات مجھے ملتے ہیں وہ خاصے طویل ہوتے ہیں۔ اور کبھی کبھی یہہ خیال بھی کھٹک جاتا تھا کہ مولوی عبدالرحیم صاحب کو رومن کیتھلک کلیسیا کے مسایل اور اصول سے ایسی گہری واقفیت کب اور کس طرح ہوئی۔ کے آمدی دو کے پھیر شدی والا حساب تھا۔ تاہم میں خاموش تھا اور اس حلقے پر کبھی کچھ نہیں کہتا تھا کیونکہ میں اپنے دل میں یہہ فرض کرچکا تھا کہ یہہ واقفیت مولوی عبدالرحیم کی گہری تحقیق کا نتیجہ ہے۔ لیکن باوجود مولوی صاحب کی طول کلامی کے میں مختصر سے خط ہی لکھتا رہا کیونکہ نہ تو مجھے فرائض منصبی سے اتنی رخصت ملتی تھی کہ لمبے جواب دیتا اور نہ کبھی یہہ خیال گذرتا تھا کہ تھوڑے دنوں کے بعد مجھے یہہ اعزاز حاصل ہو گا کہ میں ایک بڑے مباحثے میں حصہ لینے والا سمجھا جاؤنگا اور میرے مختصر سے کارڈ اور خط پبلک کے سامنے رکھے جاینگے۔ مولوی عبدالرحیم نے تحریری تاکید سے مجھے کہدیا تھا کہ آپ میرے خطوں کو پرائیویٹ سمجھیں اور میں یہہ خیال کرتا تھا کہ وہ بھی میرے خطوط کو پرائیویٹ سمجھتے ہیں۔ لیکن ایک دن ایک رسالہ میرے پاس آیا۔ جب کھولا تو معلوم ہوا کہ یہہ تو وہی خط ہیں جو میں نے مولوی عبدالرحیم کو لکھے تھے اور جو اُن کے جواب ہیں مولوی ممدوح سے موصول ہوئے تھے صابر لکھنوی کہاں سے کود پڑے؟ اور اُن کے ساتھ میرا مباحثہ کب ہوا اور کیا مولوی عبدالرحیم کی ڈکشنری میں لفظ پرائیویٹ کے معنی اشاعت کے ہیں"؟

پادری صاحب ان باتوں کو سوچتے تھے اور حیران ہوتے تھے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ مولوی عبدالرحیم کی ڈکشنری میں تو پرائیویٹ کے معنے پرائیویٹ ہی ہیں۔ اور جب تک وہ امرتسر اور لاہور میں سی۔ ایم۔ ایس مشن کے متعلق کام



کرتے رہے تب تک پرائیویٹ پرائیویٹ ہی رہا۔ لیکن جب وہ دومن کنٹھالک بنگر میر ٹھ چلے گئے اور نوکری سے معزول ہونے کا ڈر دل سے اٹھ گیا تو پرائیویٹ کے معنے پبلک بن گئے۔

پر مولوی عبدالرحیم نے ستم پر ستم ڈھایا ہے۔ صابر لکھنوی کو بھی جل دیا اور پادری ٹامس صاحب کو بھی خوب بالا بتایا ہے۔ پادری صاحب اپنے خط مولوی صاحب کے پاس بھیجدیتے تھے اور مولوی صاحب انہیں صابر صاحب کی خدمت میں روانہ کردیتے تھے صابر صاحب ان کا جواب لکھکر مولوی صاحب کی خدمت میں ارسال کردیتے تھے۔ اور مولوی موصوف صابر لکھنوی کا نام اور وہ تمام ضمائر جنکا مرجع صابر ہوتے تھے حرف غلط کی طرح مٹا کر اپنا نام نامی بھر دیتے تھے اور صابر لکھنوی کی تصنیف کو عبدالرحیم امرتسری کی تصنیف بنا دیتے تھے۔ اور پادری ٹامس ہاول صاحب بیچارے یہی سمجھتے تھے کہ جو کچھ میرے پاس لکھا ہوا آتا ہے وہ مولوی صاحب ہی کے قلم جادو رقم کا اگلا ہوا ہے۔ مولوی عبدالرحیم کے تمام خطوط پادری ٹامس صاحب کے پاس موجود اور محفوظ ہیں۔ اور اُن میں صابر صاحب کا نام اگر آیا ہے تو صرف اس کتاب کے متعلق آیا ہے جو "ناظر سرسری" کے نام سے مشہور ہے۔ تاہم اسمیں سخت بے انصافی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ پادری ٹامس صاحب کو کبھی ایک منٹ کے لئے بھی یہہ خیال نہیں گذرا کہ طرفین کے خطوط مباحثہ کی صورت میں پبلک کے سامنے رکھے جائینگے۔ مولوی صاحب نے بار بار انکو تاکید سے لکھا کہ آپ میرے خطوں کو پرائیویٹ سمجھیں اور پادری صاحب نے انہیں بار بار یقین دلایا کہ میں آپ کے خطوط کا ذکر کسی سے نہیں کرونگا اور جس طرح میں آپکی تحریر کو پرائیویٹ سمجھتا ہوں اُسی طرح آپ میرے جوابوں کو پوشیدہ سمجھیں اور پوشیدہ رکھیں۔ اب مولوی صاحب کی بات کا یقین کرکے انہوں نے اپنے جوابوں میں بڑے اختصار سے کام لیا۔ مثلاً نمونہ کے طور پر ہم انکو ایک خط کا کچھ حصہ یہاں درج کرتے ہیں "مقدس پطرس کی بطرس کی تقلید ثابت نہیں معلوم ہوتی کیونکہ مقدس پولوس اپنے تئیں سب سے بڑی رسولوں سے کچھ کم نہیں سمجھتا ۲ قرنتی ۱۱: ۵ پھر اُس نے مقدس پطرس کو ملامت بھی کی اور افسس کے بزرگوں کے سپرد کلیسیا اُن کو تکلیف سے بچنے کی نصیحت کی اور روم کی کلیسیا سے درخواست ہدایت کی نہ کی اعمال ۲۰۔ مقدس پطرس ۶۶ یا ۶۸ میں شہید ہوا اور اس سے پیشتر دس برس ہوئے کہ مقدس پولوس نے رومیوں کو خط لکھا تھا اور اُس سے ظاہر ہے کہ اس وقت تک روم میں اور کسی نے انجیل نہ سنائی تھی اور اس میں اُس نے مقدس پطرس کا ذکر نہیں کیا"۔ اُن کے تمام جوابوں میں عموماً اسی طرح کی سادگی اسی قسم کی مختصر دلیلیں اسی طرح کے اشارے اور ایسی طرح کلام کے بے شرح اور بے تفسیر حوالے پائے جاتے ہیں اور اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُس آزادی بلکہ بے پروائی سے لکھ رہے ہیں جو پرائیویٹ خطوں میں پائی جاتی ہے۔ دوستانہ طرز تحریر اور کتابی طرز تحریر میں بہت فرق ہوتا ہے۔ ہمنے جب پادری صاحب کے پہلے دو خط پڑھے جنہوں نے دو صفحے بھی پورے نہیں لئے اور اُن کے جواب میں صابر لکھنوی کا ایک خط جو ساڑھے چار صفحے پر پھیلا ہوا ہے دیکھا تو ہمیں یہہ خیال گذرا کہ پادری صاحب بڑے اُلجھے ہیں دیکھیں کس طرح صابر صاحب کے پنجے سے چھوٹتے ہیں۔

لیکن جوں جوں ہم آگے بڑھتے گئے تمام اندیشے دور ہوتے گئے اور خاتمہ تک پہنچتے پہنچتے یہہ بات بخوبی روشن ہوگئی کہ مخالف نے نہ کوئی ایسی حجت قائم کی جسکا کافی جواب پادری صاحب نے نہ دیا ہو اور نہ فریق ثانی نے ایسا کوئی اعتراض پیش کیا جسے پادری صاحب نے رفع نہ کیا ہو۔

پادری صاحب نے مفصلہ ذیل باتوں کو کلام کے حوالوں اور مورخوں کی شہادتوں سے ثابت کر دکھایا ہے کہ پطرس اور رسولوں پر فوقیت نہیں رکھتا تھا۔ (۲) رومی کلیسیا کی بنیاد پطرس نے نہیں ڈالی تھی (۳) پوپ غلطی سے بری نہیں ہیں۔ وغیرہ ہمارے پاس نہ وقت ہے اور نہ جگہ کہ ہم یہہ دکھائیں کہ انہوں نے کس طرح مخالف کے اعتراضوں کا جواب دیا اور کس طرح اپنے دعووں کو ثابت کیا ہے۔ ناظرین ان باتوں کا موازنہ رسالہ کو دیکھکر اپنے لئے آپ کر سکتے ہیں ہمیں فقط یہہ بتانا منظور تھا۔ کہ مولوی صاحب نے جیز داشتگد [illegible] پالا کرنے کا ہاتھ پہلی مرتبہ پادری ٹامس صاحب ہی پر صاف کیا آپکا خادم رسالہ "مقدس پطرس و کلیسیائے روم" کو سرسری نظر سے دیکھنے والا۔

بخدمت شریف جناب ایڈیٹر صاحب اخبار نور افشان لودیانہ

تسلیم۔ امید ہے کہ آپ بڑی مہربانی سے چند مندرجہ ذیل سطور کو اپنے اخبار نور افشان کے کسی کالم میں متعلق مضمون کثرت ازدواجی کے جگہ دیکے بندے کو مشکور فرمادیں گے۔

جناب پادری ٹھاکرداس صاحب نے اس مضمون کو ناجائز بیویاں و ناجائز بچے کا نام دیکر اخبار میں بحث کے لئے دیا ہے اور پادری بو تامل صاحب مانوالہ نے ۱۰ مئی کے پرچے میں اس پر بحث کی ہے اور بہت ساری خرابیاں بیان کی ہیں جو کہ زیادہ بیویاں ہونے کے سبب وقوع میں آئی عہد عتیق کے زمانے میں۔ ہم پادری بو تامل صاحب کے دلیلوں کے جواب

میں مندرجہ ذیل مشکلات پیش کرتے ہیں۔

اول واضح ہو کہ ایک ہی عورت سے شادی کرنا بھی نہ قانون قدرت ہے اور نہ الہٰی انتظام تمام دنیا کے لئے ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ خدا نے شروع میں ایک عورت آدم کے لئے بنائی کیونکہ چلنے کے لئے اور اس کا ساتھی ہونے کے لئے ایک ہی عورت بس تھی پر اس سے یہہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ ایک سے زیادہ بیویاں ہونا ناجائز یا یہہ کہ آئندہ زمانوں اور لوگوں کے لئے یہہ ایک قانون بنا دیا۔ مثلاً خدا نے نوح کو حکم دیا کہ کشتی میں تمام جانوروں کے لئے آئندہ زمانے میں بنا دیا۔ ہرگز نہیں۔ ہم یہہ خود مانتے ہیں (۱) کہ زیادہ بیویاں فساد اور جھگڑے اور کینہ اور تباہی اور بدنامی کا سبب ہوتی ہیں جیسا کئی دفعہ ایک بیوی کے ہونے سے بھی ہوتے ہیں۔ لیکن زیادہ اچھا یہہ کہ آدمی ایک ہی بیوی ایک وقت رکھے لیکن زیادہ بیویاں کوئی گناہ یا زنا یا ناروا اور ناجائز یعنے بائیبل کی تعلیم کے برخلاف نہیں ہیں۔ اور ایسے آدمیوں کو جو زیادہ بیویاں سمیت عشاء ربانی مسیح پر ایمان لائیں بپتسمہ دینے میں اعتراض نہ ہونا چاہئے

دویم کوئی حکم نہیں ہے کہ ہر ایک آدمی شادی کرے اور ایک ہی عورت کا ایک وقت میں خاوند ہو۔ اور کلام الہٰی میں کوئی حکم زیادہ بیویاں کے برخلاف نہیں ہے۔ بلکہ عہد عتیق کے بزرگوں نبیوں کی زندگیاں اس بات کو جائز ٹھہراتی ہیں۔ کم سے کم ناجائز نہیں ٹھہراتیں

سویم۔ جو نقصے کہ پادری بوٹامل صاحب نے زیادہ بیویاں کے ہونے کے کھینچے ہیں انکا جواب ہم نے پہلے حصہ میں دیا ہے۔ یعنے ایک بیوی بھی ایسی باتوں کا سبب ہوتی ہے۔ مثلاً ربکا کی زندگی جو یعقوب کی بیوی تھی پس ایک بیوی بھی ناجائز ٹھہری کیونکہ فساد کی جڑ تھی؟

چہارم۔ یہہ سچ ہے کہ آدمی ایک شخص کو سب سے زیادہ پیار کر سکتا ہے۔ اور فرض اس پر یہہ ہو کہ اپنی بیوی کو اپنے تن جیسا پیار کرے۔ لیکن اس کو زیادہ بیویاں بیویاں سے کیا نسبت؟ ایک بہن کے پانچ بھائی ہیں وہ ایک کو ہی سب سے زیادہ پیار یا اتنا پیار کر سکتی ہے جتنا وہ اپنے کو کرتی ہے۔ لیکن کیا یہہ نتیجہ نکلا کہ پانچ بھائی ناجائز ہیں اور ایک ہی جائز ہے۔ نہیں۔

پنجم جن قوموں میں زیادہ بیویاں ہیں انکا حال بہت خراب ہے۔ انگریزوں اور فرانسیسوں میں سات سال کا جیل خانہ ہے ایسے آدمی کے لئے جو دو یا زیادہ بیویاں رکھتا ہو۔ یعنے ایک بیوی ہی جائز ہے۔ لیکن ان ہی ملکوں میں اخلاق کا سخت برا حال ہے۔ پس ملک کا برا ہونا زیادہ یا ایک بیوی کے ہونے سے نہیں ہے۔

ششم۔ تمام پرانے بزرگ جو خدا کے دوست یا چنے ہوئے اور مسیح کے ہوئے کہلاتے اور جو تمام دنیا کے آدمیوں میں سب سے زیادہ عقلمند تھے مثلاً سلیمان۔ یہہ تمام درجہ انسانیت سے گرے ہوئے تھے بقول پادری بوٹامل صاحب کے۔ کچھ سوچئے۔ میں کہتا ہوں کہ جتنا انسان اپنی شہوت بہت جگہ خرچ کرتا ہی حیوان نہیں کرتے۔ زیادہ لکھنا تہذیب کو ہاتھ سے چھوڑنا ہے۔

پھر مردم شماری دنیا سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کی تعداد آدمیوں کی نسبت بہت زیادہ ہی۔ پادری صاحب نے اندازاً لکھا ہے جو ٹھیک نہیں ہی۔

آپ جانتے ہیں بعضے ملکوں اور بعضے لوگوں اور خاص خاص قوموں یا آدمی زیادہ پیدا ہوتے یا عورتیں مثلاً ہندؤں میں لڑکیاں زیادہ پیدا ہوتیں ہیں اور مسلمانوں میں لڑکے۔ لیکن یہہ باتیں ایک یا زیادہ بیوی کے ہونے سے یا اس کے لئے ایک دلیل کا کام دینے سے کچھ نسبت نہیں رکھتیں۔

ہفتم۔ کلیسائی درستی کے لئے ایک بیوی ضروری ہے لیکن زیادہ بیویاں ہونا ناجائز یا ناروا نہیں ٹھہرتیں

از صاحبدیال سکھدیال۔ لاہور۔

چینی لونڈی

غیر اور جنازہ

جب عورتیں مرحومہ کے جنازے کی طیاری کر رہی تھیں تو انہوں نے اس بات کا بھی خیال کیا کہ مرحومہ کی روح کے لئے اب کن کن چیزوں کی ضرورت ہی۔ انہوں نے اس کی لاش کے پاس بہت سی بتیاں رکھیں کہ عالم ارواح کی تاریکی میں اس کی روح کے لئے چاندنی کی ضرورت ہوگی۔ خوراک اور چار بھی مہیا کی گئی کیونکہ روح بھوکی اور پیاسی ہوگی اور عالم ارواح میں نووارد ہونے کے سبب اسکو معلوم نہ ہوگا کہ اپنی حاجتوں کی سیری کے لئے کہاں جاوے۔ صبح ہوتے ہی لوگوں نے رسوں کو پورا کرنا شروع کیا۔ اندھیرے میں رسومات ادا نہیں کی جاتیں۔ چوگان میں گھر کے دروازے کے سامنے بانسوں کا ایک ڈھانچہ بنایا گیا اور اس کو چکیلے کاغذوں سے مڑا گیا۔ یہہ گھر کا قائمقام تھا۔ اسمیں اور اس کے آس پاس قریباً ہر ایک ایسی چیز کی جو گھر میں استعمال کی جاتی ہے کاغذ پر تصویر بنا کر رکھی ہوئی تھی۔ جوتی موزہ لباس۔ کنگھی۔ برش۔ کرسی۔ میز۔ پیالہ۔ رکابی۔ چولہا غرضیکہ ہر ایک کار آمد چیز کی تصویر وہاں تھی۔ جب سب کچھ تیار ہو چکا تو کاغذ کا گھر اور کاغذ کی چیزیں جلا دی گئیں لوگوں کا خیال تھا کہ عالم ارواح میں یہہ چیزیں حقیقی ہو جاتی ہیں گھر حقیقی گھر اور جوتی موزے کپڑے اور کرسیاں وغیرہ روح کے استعمال کے لئے حقیقی بن جائینگی۔

جب کفن تیار کیا گیا لاش بہت سے کپڑوں میں لپیٹ کر اسمیں رکھی گئی اور اسپر ڈھکنا رکھکر ایک قسم کے سیمنٹ سے بند کر دیا۔ سیمنٹ اس لئے استعمال کیا جاتا ہی

کہ صندوق میں ہوا داخل نہ ہو سکے۔ چین میں اکثر اسی طرح کئی کئی روز بلکہ سالوں تک دفن سے پیشتر لاشیں رکھی جاتی ہیں۔ مگر چونکہ ہوسو کی موت شیر کے وسیلے ہوئی لوگ اس کی لاش رکھنے سے ڈرتے تھے اور جلدی سے ہی دفن کر دینا چاہتے تھے۔ ہو کے واپس آنے کی بھی انتظاری کرنے کو راضی نہ تھے۔ بعضوں کو اس خیال میں کچھ خوشی معلوم ہوتی تھی کہ وہ لوٹ کر معلوم کریگا کہ اسکی بیوی مر گئی بلکہ دفن بھی کی گئی ہے۔ ایک اچھی جگہ منتخب کی گئی اور فوراً قبر کھودی گئی اور بعد دوپہر کے لوگ جمع ہوئے کہ لاش کو قبر پہ لے جائیں۔

اگرچہ گاؤں میں ہوسو کے کئی رشتہ دار تھے تو بھی شیر کا ڈر اس قدر غالب تھا کہ کوئی ماتمی لباس پہننے کے لئے راضی نہ ہوا۔ اس ڈر کی وجہ یہہ تھی کہ شاید کسی شیر کی روح موجود ہو اور اس کو معلوم ہو جاوے کہ ہم مرحومہ کے ہمدرد ہیں تو درندے اس کے ساتھ دشمنی کرنے لگیں گے۔ اکیلی لیان نے ہی چین کا معمولی ماتمی لباس پہنا ہوا تھا۔ یہہ موٹے ہلکے خاکی رنگ کے ٹاٹ کا لمبا ڈھیلا لباس تھا۔ سامنے سے کھلا ہوا اور ایسا لمبا تھا کہ زمین تک پہنچتا تھا۔ اس کی آستین بھی تھیں۔ اور اس نے سر کے اوپر ایسے طور سے کپڑا اوڑھا کہ جس سے اس کا سر قریباً ڈھپ گیا تھا۔

جب لنگ سو نے دیکھا کہ لیان نے ماتمی لباس پہنا ہے تو اس نے ایک عورت سے بہت عرض کی کہ میں ماتمی لباس پہنا چاہتی ہوں۔ اس عورت نے بڑی نرمی سے اسکو کہا کہ تمکو ماتمی لباس پہننا مناسب نہیں کیونکہ لنگ سو تمہاری رشتہ دار نہیں تھی بلکہ محض مالک ہی تھی۔

لڑکی نے جواب دیا کہ مرنے سے پیشتر وہ میری ماں بھی بن چکی تھی اور میں اسکو ماں ہی جانتی تھی اور میں ظاہر کرنا چاہتی ہوں بلکہ اس کو پیار کرتی ہوں۔

سو چم لنگ سو کو الگ لے گئی اور اس کے کان میں کہا کہ اگر تم نے ماتم کیا تو شیر تم کو بھی لے جاوینگے۔ لنگ سو نے جواب دیا۔ میں اسکی پرواہ نہیں کرتی میں اپنی نئی ماں کو ایسا پیار کرتی تھی کہ اپنی جان بچانے کے لئے شیروں سے نہیں ڈرتی۔

سو چم کا دل رحم سے بھر گیا اور وہ بڑی خوشی سے اسکو ماتمی لباس بنا دیتی مگر لوگ جنازے کے لئے زیادہ دیر تک ٹھہرنا نہیں چاہتے تھے۔ جب لوگ قبر پر جانے کی طیاری کر رہے تھے تو بوڑھیا نے ٹاٹ کا ایک ٹکڑا لیکر ایسے طور سے تہ کر کے لنگ سو کے سر پر پہنا یا کہ ٹھیک سر کا ماتمی لباس کی طرح معلوم ہوتا تھا۔

جب سب کچھ تیار ہو چکا تو دو آدمیوں نے ایک لمبا بانس دو رسوں کے بیچ میں ڈالا جو صندوق کے گرد اگرد لپٹے ہوئے تھے اور اس بانس کا ایک ایک سرا اپنے اپنے کاندھوں پر رکھکر قبرستان کی طرف روانہ ہوئے۔ بغیر کسی اور رسم ادا کرنے یا گانے یا ماتم کئے بہت سے آدمی لیان اور لنگ سو کے ساتھ لاش کے پیچھے پیچھے قبر تک گئے۔ قبر صرف دو فٹ گہری تھی اور اس کے کناروں پر سیمنٹ لگا ہوا تھا۔ جلدی سے صندوق قبر میں رکھ دیا گیا اور سوائے لیان کے جسکو اپنی ماں کی روح کی پرستش کرنے کا موقعہ دیا گیا اور سب لوگ پیچھے ہٹ گئے۔ لوگوں کا یقین تھا کہ اب ہوسو کی روح اس جسم کی آرام گاہ میں واپس آ گئی ہے۔ آہ و زاری کرتی ہوئی بیٹی آہستہ آہستہ قبر کے نزدیک پہنچی۔ پہلے سر جھکا کر اور بعد ازاں گھٹنے ٹیک کر اس نے خاموشی سے اپنی ماں کی اندیکھی روح کی پرستش کی۔ تین بار وہ اوٹھی اور باقی لوگوں کے بہت قریب کو پھر لوٹ کر اسی رسم کو ادا کیا جب وہ اپنی پرستش ختم کر چکی اور لوگ قبر کو بند کرنے کو ہی تھے کہ لنگ سو آگے بڑھی اور قبر کے پاس گھٹنوں پہ گر کے زار زار رونے لگی ماں میری ماں۔ میرا دل تمہارے ساتھ ہے اور لوگ اسکو اب اس قبر میں دفن کر دینگے۔ میں اکیلی ہوں۔ اکیلی ہوں!! اکیلی!

اس وقت پہلی دفعہ غم کے سبب اس کے آنسو گرنے لگے اور روتے روتے اس کا گلا بند ہو گیا اور الفاظ نہ نکل سکے۔ سو چم نے مہربان ماں کی طرح بچے کو اٹھا لیا اور اپنا ہاتھ اس پر رکھ کر کہا۔

میں تمہاری ماں ہونگی۔ تم مجھے پیار کیا کرو۔

اس کے بعد نیک مزاج بوڑھیا چھوٹی لڑکی کو آہستہ آہستہ گاؤں کو واپس لے جا کر اپنے گھر لے گئی اور ایک اور مہربان رفیق لیان کو اپنے ہاں لے گئی کہ اپنے باپ کے واپس آنے تک وہیں ٹھہرے۔ سوائے چند آدمیوں کے جو قبر کو بند کرنے اور اس پر سیمنٹ لگانے کے لئے ٹھہر گئے باقی سب واپس آ گئے۔ اس طرح سے انہوں نے ہوسو کو دفن کیا۔

رسید زر

سردار اوتم سنگھ	لاہور	[illegible]
ہیڈ ماسٹر مشن سکول ملتان	اشتہار	[illegible]
پادری رام سنگھ	مری	[illegible]
مسٹر البرٹ	داتیل	[illegible]
مس ایل۔ ڈوکسن	امریکہ	[illegible]
مسٹر سلامت علی خان	آگرہ	[illegible]
مسٹر محبوب	ایٹہ	[illegible]
مسٹر بی تھیاس	منصوری	[illegible]
مسٹر سموئل دکٹر شاہ	اشتہار	[illegible]

اشتہار

ملتان سی ایم ایس چرچ میں امرتسر کے ٹیکنیکل سکول کی ساخت ایک ریو واس قیمتی دو سو روپیہ کی چلتی ہے

آتیزان تھی جو خشبیشم اور تیل سے بنائی گئی تھی اب اگرچہ کے تبدیل ہونے کی وجہ سے دوسرے گرجہ میں اسکی جگہ نہ ہونے کے باعث چرچ اسکو فروخت کرنا چاہتا ہے خریدکنندہ کو اسکی تصویر بھی بھیجی جا سکتی ہے سو پاسٹریٹ کمیٹی کی یہہ درخواست ہے کہ اگر کوئی کلیسیا اپنے گرجہ کی آرایش یا کوئی صاحب خانگی آرایش کے لئے اس کو لینا چاہیں تو وہ اس کی قیمت پیش کردیں تو پاسٹریٹ کمیٹی حتی الوسع تھوڑی قیمت پر اس کو دے سکے گی ریوداس بالکل نئی اور عمدہ حالت میں ہے اور بہت خوبصورت بھی ہے۔

المشتہر

طالب مسیح پاسٹر و سیکرٹری پاسٹریٹ کمیٹی ملتان

مخزن مسیحی

یہہ ایک پندرہ روزہ مسیحی پرچہ ہے جو رومن اردو اور انگریزی زبانوں میں مسیحی کارندوں کے خاطر شایع ہوتا ہے۔ اس کا مدعا ہے کہ بڑے بڑے مبشران انجیل اور کلیسیائی کارندوں کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین کے ذریعہ سے مسیحی کارندوں کی عملی استعانت کرے نیز مختلف مشن سٹیشنوں کی کلیسیائی خبریں اس میں خصوصاً درج ہوتی ہیں سنڈے سکول اور کرسچن اینڈیور کے کاموں کے متعلق ہر قسم کی ضروری توجہ دی جاتی ہے

شرح چندہ کی حسب ذیل ہے

عوام سے   ۸   سالانہ

اگر تنخواہ پچاس روپیہ سے کم ہو   ۱۲   ؍؍

؍؍ پچیس روپیہ سے کم ہو   ۱۰   ؍؍

؍؍ پندرہ روپیہ سے کم ہو   ۱۲   ؍؍

اگر تنخواہ نو روپیہ سے کم ہو   ۱۰   سالانہ

نمونہ کا پرچہ درخواست پر روانہ کیا جاتا ہے درخواستیں ذیل کے پتہ ہونی چاہئیں

المشتہر

پادری ای جی میگاؤ والمورہ یوپی صوبجات

پرسبیٹیرین بیوگان ویتامی کا فنڈ

یہہ فنڈ سنہ ۱۸۴۱ء میں قایم ہوا ہے تین سو سے زیادہ اشخاص اس میں شریک ہیں۔ ساٹھ سال کے عرصہ میں اس فنڈ کی طرف سے زیادہ پنشن دی گئی ہے یہہ رقم اس کل رقم سے نو ہزار روپیہ زیادہ ہے جو چندہ دہندگان سے وصول ہوا ہے اس وقت اس فنڈ میں بیالیس ہزار پانسو روپیہ سے زیادہ خزانہ میں موجود ہے۔ اس فنڈ کا نرخ کسی اور اس قسم کے فنڈ سے یہہ ارزان ہے۔ ہند کا ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس فنڈ میں شامل ہو سکتا ہے مردوں کو پیرسالی میں مستورات کو بیوہ کی حالت میں اور بچوں کو یتامی میں اس فنڈ سے پنشن ملتا ہے۔ صرف ایک پیسہ کا کارڈ بھیجنے پر پراسپکٹس روانہ کیا جاتا ہے۔

المشتہر

پادری والٹر جے کلارک صاحب ایم اے مینیجنگ ڈائرکٹر ڈولکھا لاہور

ضرورت

میں نے سینیر کمیٹی کسٹ کے عہدے سے استعفا

دیکر ایونجلسٹ ورک متعلقہ چرچ مشنری سوسائٹی چھوڑ دیا ہے جس غیر مشن میں سری خدمت خداوند کے لئے مطلوب ہو بلا لیویں کہ مجھے کام کی ضرورت ہے خط و کتابت پتہ ذیل پر ہو۔

المشتہر

منشی میر عالم خان مسیحی سینٹ جانس کالج لاہور

دستور العمل نور افشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ عہ مع ضمیمہ ۸

قیمت سالانہ مع محصول ڈاک   ؍؍ ۱ اا   ؍؍ ۱ ہے

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی۔

شرح اُجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا آٹھواں حصہ	گ	ہے	سے
چوتھائی کالم	ہے	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	اہعہ
پورا کالم	عسہ	اہعہ	سہ
پورا صفحہ	سہ	صہ	لعہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲ ر مابعد کے ارفی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ وار ہیں۔

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویر دار سنڈے سکول بلا محصول عہ

؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ مع محصول ۸ عہ

؍؍ سالانہ آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول عہ

No. 89.

پانچ ہزار روپیہ انعام

ممیرے کا سرمہ

پانچ ہزار روپیہ انعام

پانچ ہزار روپیہ انعام

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

پانچ ہزار روپیہ انعام

سفر انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسر نامور ڈاکٹر والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹر وں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ خاص و عام اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے دو روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ عـہ روپیہ اعسری سرمہ فی تولہ عـہ خرچ ڈاک ذمہ خریدار ۔ درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں

المشتہر

پروفیسر مہا سنگھ آہلووالیہ ۔ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ان بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے ؟

بوجہ عدم گنجائش چند صاحبان کے صرف نام نامی معہ پتہ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں کہ جنہوں نے تجربہ کر کے تحریر فرمایا ہے کہ اس سرمہ سے بہتر آنکھوں کی بیماریوں کے لئے بحفاظت بینائی کے لئے اور کوئی سرمہ یا دوائی نہیں ہے ۔

جناب ڈاکٹر لعل خان صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ چھوٹا چھپڑواڑہ ضلع نرسنگھپور جناب ڈاکٹر سید جلہ شاہ صاحب مقام عدن ملک عرب ۔ جناب لٹھو رہی لال صاحب انچارج گورنمنٹ ڈسپنسری کلیر چھاوار والا ۔ جناب ڈاکٹر عبد الصمد صاحب میڈیکل افسر شفاخانہ سواد علاقہ سندھ جناب ڈاکٹر بھگوان سنگھ صاحب انچارج شفاخانہ ریاست جیند ۔ جناب ڈاکٹر بیلی رام صاحب انچارج شفاخانہ اٹاری ضلع امرتسر ۔ جناب ڈاکٹر دلیپ سنگھ صاحب ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن میو ہسپتال لاہور ۔ جناب ڈاکٹر محمد خان صاحب شفاخانہ نہر بھوانی گڈھ ریاست پٹیالہ ۔ جناب ڈاکٹر سری رام سہائے پنت صاحب ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن شفاخانہ نجعانس ۔ جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب انچارج شفاخانہ کاسگنج ضلع ایٹہ ؛

جناب ڈاکٹر محمد عثمان غنی صاحب انچارج شفاخانہ پولیس فیروزپور جناب ڈاکٹر منشی لچھمنداس صاحب ایچ اے میڈیکل انچارج شفاخانہ پھلواڑی میواڑ جناب ارباب محمد فرید خان صاحب کی ٹریننگ آفیسر ملٹری پولیس ہزارہ جناب حکیم محمد عطاء الحق صاحب سند یافتہ مدرسہ طبی دہلی مقام چاند پور ربجنور ۔ جناب دیوان رامناتھ صاحب رائے بہادر ڈسٹرکٹ جج ہوشیارپور ۔ جناب سردار نہال سنگھ صاحب بہادر ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس سیالکوٹ ۔ جناب سری مہاراجہ صاحب بہادر والئے ریاست منڈی سوکیت جناب سری راجہ پیر ہرکشن سنگھ صاحب بہادر والئے ریاست دریا بادودے پور جناب سری مہاراجہ صاحب بہادر والئے ریاست گوالیر ۔ جناب سری راجہ کشن کمار صاحب بہادر تعلقہ دار سہسپور بلاری ضلع مرادآباد ۔ جناب مہاراج کنور چھتر پال سنگھ صاحب بہادر ریاست مجھگوان اودھ جناب مہاراجہ شتروجیت پرتاب بہادر سیائے صاحب بہادر والئے ریاست تملوہی ضلع گورکھپور جناب ڈاکٹر برج لعل گموس رائے بہادر ایل ۔ ایم ۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند ۔ جناب خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ ایل ایم اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر و ٹیرزیری کالج لاہور ۔ جناب ڈی ۔ ایچ ۔ ساہنگے صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرا انگلینڈ امرتسر ۔ جناب ڈاکٹر کانشی رام صاحب میڈیکل افسر شفاخانہ بیر ریاست نیپال ملک نیپال ۔ جناب ڈاکٹر سید محمد علی صاحب معالج خاص جناب معلے القاب جنابہ رانی صاحبہ کوچ بہار سی ۔ ایس ۔ آئی ۔ میڈیکل آفیسر رڈلینڈ علی پور کلکتہ ؛

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کی سندات میں سے جو قریب پچیس ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بنک میں اسی غرض کے لئے ماہ مارچ ۱۹۱۰ء میں جمع کیا گیا ہے ۔

پادری آر ڈی ۔ ٹرییسی صاحب اڈیٹر و منیجر نور افشان کیواسطے مشن سٹیم پریس لودیانہ میں باہتمام دائیلی برادرس کے چھپا

